لوگوں نے جواب دیا: ''ہاں ہم اسی طرح پردہ کا اہتمام کرتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بعد میں دوست احباب کی مجلس میں بیٹھ کر اس ملاقات کا نقشہ کھینچتا ہو کہ میں نے ایسا ایسا کیا؟'' یہ سن کر سب خاموش ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے عورتوں کو بھی اسی طرح مخاطب فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہے جو یہ باتیں اپنی سہیلیوں میں بیان کرنے بیٹھتی ہو؟'' ان سب پر بھی خاموشی چھا گئی۔ لیکن ایک نوعمر عورت اپنے گھٹنے پر اونچی ہو کر بولی: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! یقیناً (بعض) مردوں اور خواتین دونوں میں یہ بری عادت موجود ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے مردوں اور عورتوں کی مثال تم کو معلوم ہے؟ ان کی مثال اس شیطانہ جیسی ہے، جس سے برسر راہ کوئی شیطان ملتا اور صحبت شروع کر دیتا ہے، جبکہ لوگ ان کو دیکھتے رہتے ہیں۔'' (یعنی ان کو ذرا سی شرم محسوس نہیں ہوتی۔)

پس یہ راز کی باتیں بیان کرنے والے اور بیان کرنے والیاں سب ایسی ہی بے حیائی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حیاوشرم کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔☆ جس میں شرم وحیا نہیں اس میں ایمان نہیں۔ نوجوان مردوں اور عورتوں کو شرم وحیا کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ جنسی ملاپ ایک فطری فعل ہے، جس کے لیے اللہ اور رسول ﷺ نے حدود وآداب مقرر کر دیے ہیں۔ اگر ان حدود وآداب سے آزاد ہو کر یہ فعل کیا جائے گا، تو پھر یہ محض حیوانی فعل ہو کر رہ جائے گا اور شرافت وانسانیت رخصت ہو جائے گی۔

مسلمان اپنی زندگی کے ہر مرحلے میں اسلامی آداب وہدایات کا پابند ہوتا ہے۔ وہ ہر دم اس کی پاسداری کو ملحوظ رکھتا ہے اور شرم وحیا کا دامن کبھی ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "**الإيمان بضع وسبعون شعبة أعلاها لآ إله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق والحياءُ شعبةٌ مِن الإيمانِ**" [مسلم: الإيمان باب عدد شعب الإيمان عن أبي هريرة ﷺ] ''ایمان کی ستر اور چند شاخیں ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ شاخ کلمہ توحید کا پڑھنا ہے اور سب سے ادنیٰ شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ اور شرم وحیا ایمان کی بہت اہم شاخ ہے۔''

اس حدیث میں **شعبةٌ** اسم نکرہ پر تنوین ہے، جس میں تعظیم کا معنی پایا جاتا ہے۔ یعنی شرم وحیا کو ایمان کا نہایت اہم شعبہ فرمایا گیا ہے؛ لیکن نصف حصہ قرار دینے کی دلیل کہاں ہے؟ واللہ أعلم ابو محمد

قرآن پاک کا اعجاز اور ڈاکٹر میلر کا قبول اسلام

احسان اللہ عبدالصمد

ڈاکٹر میلر نصرانیت کا بڑا مبلغ اور بائبل کا عالم تھا۔ایک دن اس نے اس نیت سے قرآن پڑھنا شروع کیا کہ اس میں کچھ غلطیاں ملیں گی،جن کو نصرانیت کی طرف دعوت دیتے وقت مسلمانوں کے سامنے رکھا جائے؛تاکہ اس کی تبلیغ میں زیادہ تأثیر ہو۔

اس نے سوچا تھا کہ یہ کتاب چودہ سو سال پرانی ہے، اس میں عرب کے صحراؤں کا تذکرہ ہوگا،اور چند ایسے تلخ واقعات بھی ہوں گے جو آپ ﷺ کی زندگی میں گزرے ہیں۔جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اس کے بیٹوں اور بیٹیوں کی وفات کے واقعات وغیرہ۔لیکن جب اس کو قرآن میں ایسی کوئی بات نہیں ملی،تو وہ شکوک وشبہات جو اس کے دماغ میں تھے،سب دور ہوگئے۔بلکہ اس پر واضح ہوا کہ یہ کتاب ایسی چیزوں پر مشتمل ہے،جو دنیا کی کسی اور کتاب میں نہیں۔

وہ اس وقت انتہائی حیرت میں ڈوب گیا جب اس نے دیکھا کہ قرآن میں حضرت مریم علیہا السلام کے نام پر ایک مکمل سورہ ہے،اس سورہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم علیہا السلام کو بہت عزت وتکریم سے نوازا گیا ہے۔اور دیکھا کہ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام پچیس مرتبہ ذکر ہوا ہے،جبکہ محمد ﷺ کا نام نامی صرف چار مرتبہ آیا ہے۔

اس طرح اس کی حیرت اور تجسس میں اضافہ ہوتا گیا۔چنانچہ وہ قرآن کو بغور پڑھتا گیا،تاکہ کہیں نہ کہیں کوئی قابل مؤاخذہ بات مل جائے۔

یہاں تک کہ وہ ایک عظیم اور حیران کن آیت کے سامنے پہنچ کر چونک پڑا' جو سورہ نساء آیت نمبر ۸۲ ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿ أفلا يتدبرون القرآن ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيراً ۞ ﴾ ''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلافات پاتے۔''

ڈاکٹر میلر اس آیت کے حوالے سے کہتے ہیں کہ یہ آیت عہد حاضر کے ان معروف اصولوں میں سے ہے،جس کو غلطی تلاش کرنے یا جمع کرنے کی اصل کہتے ہیں،تاکہ اس کی صحت کا اندازہ لگایا جائے۔اور عجیب بات یہ ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں اور غیر مسلموں کو دعوت عام دیتا ہے کہ وہ اس میں کوئی غلطی ڈھونڈ نکالیں جو وہ کبھی نہیں پائیں گے۔ڈاکٹر صاحب اس آیت کے متعلق مزید کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا مصنف نہیں کہ وہ کتاب تصنیف کرے اور جرأت سے کہے کہ

یہ کتاب تمام قسم کی غلطیوں سے پاک ہے۔لیکن قرآن اس کے برعکس یہ کہتا ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی نہیں؛ بلکہ چیلنج دیتا ہے کہ اس میں کوئی غلطی نکالے، جو آپ کبھی نہیں پا سکتے۔

ان آیتوں میں سے، جن کے متعلق ڈاکٹر میلر سوچنے پر مجبور ہوا، سورۃ الأنبیاء کی آیت نمبر ۳۰ بھی تھی، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿أ ولم یر الذین کفروآ أن السمٰوٰت والأرض کانتا رتقا ففتقناهما وجعلنا من المآء کل شیٔ حي أ فلا یؤمنون ۞﴾[الأنبیاء ۳۰] ''کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے ہوئے تھے (پھر) ہم نے انہیں جدا کیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا۔کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے!''

ڈاکٹر میلر کہتا ہے: یہی آیت بحث علمی کا وہ موضوع ہے جس پر 1973 کا نوبل ایوارڈ ملا۔جو کہتا ہے کہ کائنات کا وجود ایک زبردست دھماکے کا نتیجہ ہے، جس سے زمین اور آسمان سمیت ساری کائنات (یعنی سیارے اور ستارے) وجود میں آ گئی۔آیت میں ''رتق'' کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ''جڑی ہوئی چیز'' اور ''فتق'' کا مطلب ہے ''علیحدہ کرنا''۔ **سبحان اللہ!**

ڈاکٹر صاحب گویا ہے کہ اس کی نظر سورۃ الشعراء کی ان آیات پر بھی مرکوز ہے جو نبی کریم ﷺ کے شیطان سے مدد لینے کا شبہ منطقی انداز سے رد کرتی ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وما تنزلت به الشیٰطین ۞ وما ینبغي لهم وما یستطیعون ۞ إنهم عن السمع لمعزولون ۞﴾[الشعراء ۲۱۰-۲۱۲] ''اس قرآن کو شیطان نے نہیں لایا، نہ وہ اس کے قابل ہے، نہ انہیں اس کی طاقت ہے۔انہیں (ملأ أعلیٰ کی باتیں) سننے سے دور رکھا جاتا ہے۔''

مزید یہ کہ قرآن مجید میں تلاوت کرنے سے پہلے شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔اللہ تعالیٰ سورۃ النحل میں ارشاد فرماتے ہیں: ﴿فإذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم ۞﴾[النحل ۹۸] ''قرآن پڑھتے وقت راندہ درگاہ شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔'' یہ سوچنے کی بات ہے کہ شیطان کوئی کتاب لکھے اور پھر اس میں یہ بھی لکھے کہ اس کو پڑھنے سے پہلے مجھ سے پناہ مانگ لیں!!

ان آیات نے منطقی انداز میں ان تمام لوگوں پر رد کیا ہے جو یہ شبہ لوگوں کے درمیان پھیلاتے ہیں۔

ڈاکٹر میلر کی حیرت میں اضافہ کرنے والے قصوں میں ایک محمد ﷺ اور ابولہب کے درمیان واقعہ تھا، جو قرآن پاک کا ایک اور اعجاز ہے۔میلر کہتے ہیں: ابولہب اسلام کو بہت زیادہ ناپسند کرتا تھا، حتیٰ کہ وہ محمد ﷺ کا پیچھا کرتا اور یہ کوشش کرتا کہ محمد ﷺ کی شان اور اس کے فرامین کی قیمت کیسے کم کی جائے، جب محمد ﷺ کسی سے بات کرتے تو وہ بعد میں

ان سے ملتا اور پوچھتا کہ محمد ﷺ نے تمہیں کیا کہا، اگر وہ تمہیں یہ کہے کہ یہ دن ہے' تو سمجھ لیں کہ یہ رات ہے۔ اور یہ کہے کہ یہ سفید ہے' تو جان لیں یہ کالا ہے۔ گویا وہ ہر چیز میں مخالفت کرتا اور لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ ابولہب کی موت سے دس سال پہلے قرآن کریم میں ایک سورۃ ''المسد'' نام سے نازل ہوئی، اس سورہ نے ابولہب کو جہنمی ٹھہرایا اور یہ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ ابولہب اسلام میں داخل نہیں ہوگا۔

ڈاکٹر میلر کہتے ہیں کہ اگر ابولہب نے ضرور محمد ﷺ کی مخالفت کرنا ہی تھا' تو وہ لوگوں کے سامنے آ کر یہ اعلان کر سکتا تھا کہ محمد (ﷺ) کہتا ہے کہ میں اسلام قبول نہیں کروں گا اور جہنم میں جاؤں گا، لیکن لوگو سنو میں آج اسلام قبول کرتا ہوں اور میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب آپ لوگوں کی کیا رائے ہے کہ محمد (ﷺ) اپنی بات میں سچا ہے؟ کیا اس پر نازل ہونے والی وحی اللہ کا کلام ہے؟ میلر کہتا ہے کہ ابولہب ہمیشہ محمد ﷺ کی مخالفت کرتا رہا؛ لیکن اس چیز میں اس نے مخالفت نہیں کی۔ حالانکہ وہ دس سال کے عرصے میں اسلام قبول کر کے محمد ﷺ اور قرآن کو جھٹلا سکتا تھا! لیکن دراصل یہ کلام' محمد ﷺ کی طرف سے نہیں تھا؛ بلکہ اس اللہ کی طرف سے وحی تھا جو غیب جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ ابولہب ہرگز اسلام قبول نہیں کرے گا۔ محمد ﷺ نے یہ چیلنج اس لیے رکھا کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔

قرآن پاک اس چیلنج کو سورۃ المسد میں تاکید کے ساتھ پیش کرتا ہے ﴿تبت يدآ أبي لهب وتب ۞ مآ أغنٰى عنه ماله وما كسب ۞ سيصلٰى نارا ذات لهب ۞ وامرأته حمالة الحطب ۞ في جيدها حبل من مسد ۞﴾ [١ - ٤] ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہو گیا۔ نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا۔ اور اس کی بیوی بھی (جائے گی) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔ اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔''

مزید کہتا ہے: قرآن پاک کے غیبی معجزات میں سے مستقبل میں ایسی اشیاء کے بارے میں چیلنج دینا ہے، جن کی خبر انسان کی طرف سے ہونا ناممکن ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے یہود ونصاری کے ساتھ تعلقات کے بارے میں قرآن نے کیا کہا ہے، قرآن کہتا ہے کہ یہودی' مسلمانوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی رکھتے ہیں اور یہ تا حال جاری ہے۔ یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے کہ یہودیوں کے پاس وقت ہے کہ وہ اسلام کو اور اسلامی تعلیمات کو بہت ہی آسان انداز میں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ مسلمانوں کے ساتھ چند سال اچھا معاملہ کریں اور پھر کہیں کہ ہم یہود مسلمانوں کے ساتھ اچھا معاملہ کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس قرآن کہتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ دشمنی کرتے

ہیں۔اس صورت میں قرآن غلطی پر ہے! لیکن ایسا واقعہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود پیش نہ آیا!! اور نہ آئندہ آئے گا؛ کیونکہ یہ کلام غیب جاننے والے اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے، نہ کہ کسی انسان کا خود ساختہ ہے۔

میلر کہتا ہے: کیا آپ نے دیکھا کہ قرآن پاک کی وہ آیت جو یہودیوں کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے بارے میں ہے وہ عقول کو چیلنج ہی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿لتجدنّ أشد الناس عداوة للذين اٰمنوا اليهود والذين أشركوا ولتجدنّ أقربهم مودة للذين اٰمنوا الذين قالوٓا إنا نصارىٰ ذلك بأن منهم قسيسين ورهبانا وأنهم لايستكبرون۞ وإذا سمعوا مآ أنزل إلى الرسول ترىٓ أعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق يقولون ربنآ اٰمنا فاكتبنا مع الشٰهدين۞ وما لنا لا نؤمن بالله وما جآء نا من الحق ونطمع أن يدخلنا ربنا مع القوم الصٰلحين۞﴾[المائدة ٨٢-٨٤] ''یقیناً آپ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے۔اور ایمان والوں سے سب سے زیادہ دوستی کے قریب یقیناً انہیں پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں۔یہ اس لیے کہ ان میں علما اور عبادت کے لیے گوشہ نشین افراد پائے جاتے ہیں، اور اس وجہ بھی سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔اور جب وہ رسول ﷺ کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں، اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے، پس تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔اور ہمارے پاس کون سا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہم کو پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لائیں۔اور ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی رفاقت میں داخل کردے گا۔''

اس آیت کے ایک مصداق جناب ڈاکٹر میلر خود بھی ہیں کہ جب اس پر حق بات واضح ہوجاتی ہے تو مسیحیت کو چھوڑ کر اسلام کو قبول کرتا ہے پھر اسلام کا داعی بنتا ہے۔جزاہ اللہ خیرا کثیرا.

ڈاکٹر میلر ایک منفرد اسلوب قرآن کے حوالے سے گویا ہے جس کے اعجاز نے انہیں دنگ کردیا تھا کہ قرآن مجید میں ایسی نادرِ روزگار اور حیران کن توجہ پائی جاتی ہے جو کہیں اور نہیں پائی جاتی۔وہ یہ ہے کہ قرآن پاک آپ کو ایک خاص قسم کی معلومات دینے کے بعد بیان کرتا ہے کہ آپ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے۔

مثلاً (سورۃ آل عمران کی آیت ٤٤) ﴿ذلك من أنبآء الغيب نوحيه إليك وما كنت لديهم إذ يلقون أقلامهم أيهم يكفل مريم وما كنت لديهم إذ يختصمون۞﴾ ''یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے